Majallah Tahqiq
Research Journal of the
Faculty of Oriental Learning
Vol: 39, Sr.No.110, 2018 pp 15 - 26

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۹، جنوری۔ مارچ ۲۰۱۸ء، شمارہ ۱۱۰

گمنام مگر امکانات کا شاعر: سید جاوید حیدر ترمذی

☆ ڈاکٹر رحمت علی شاد

Abstract:

Syed Javed Haider Tirmazi, an author of two books of poetry, is primarily known as a teacher but he is also an unsung poet having unique and bewitching style with bright future prospects. His poetry is a fine amalgamation of old and new poetic trends. Along with traditional subjects, his poetry reflects love for Ahle- Bait (Prophet's family), earthly love and simple things of life. He reveals the vices of society in a wonderful way. The thematic and artists maturity of his poetry speaks about his better future prospects as a poet, and in near future he would surely attain a distinctive and important place among literary circles.

مرے افکار میری جستجو ہیں
مرے اشعار میری آبرو ہیں(۱)

دو شعری مجموعوں ''اجنبی ہے زندگی'' اور ''راہِ سخن'' کے خالق سید جاوید حیدر ۸ جون ۱۹۴۸ء کو ساہیوال میں پیدا ہوئے ان کا بنیادی تشخص ایک استاد کا ہے۔ وہ ۱۹۸۵ء میں گورنمنٹ کالج بورے والا میں لیکچرار تعینات ہوئے تھے اور ۱۹۸۶ء سے ریٹائرمنٹ تک گورنمنٹ فریدیہ پوسٹ گریجوایٹ کالج پاک پتن میں تعینات رہے۔ اپنی ملازمت کے آخری چند سال وہ بطور ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز (پاک پتن) بھی اپنے

☆ صدرِ شعبہ اُردو، گورنمنٹ فریدیہ پوسٹ گریجوایٹ کالج پاک پتن۔

فرائض سرانجام دیتے رہے۔ چوں کہ عمر کا ایک طویل حصہ درس و تدریس میں گزرا اس طرح شعر و ادب کی خوش بو اور چاشنی سے اپنے تلامذہ کے ذوق کو دو آتشہ کرتے رہے۔ شاعری اظہار کا وسیلہ اور محبت کی زبان ہوتی ہے جس کے ذریعے شاعر اپنے جذبات و احساسات اور تجربات کو خوب صورت الفاظ کا پیراہن عطا کر کے اور تخیل کے پر لگا کر قارئین کے اذہان و قلوب تک پہنچانے کی سعی کرتا ہے۔ شاعر محض شاعر ہی نہیں ہوتا بلکہ اپنے عہد اور سماج کا ترجمان بھی ہوتا ہے۔ شاعری صدیوں کی روایات کی امین ہوتی ہے اور روایات سینہ بہ سینہ سفر کرتی ہوئی آنے والی نسلوں تک پہنچتی ہیں۔ سید جاوید حیدر ترمذی کی غزل بھی روایتی اسلوب میں گندھی ہوئی نظر آتی ہے۔ حسن عباسی، جاوید حیدر کے اسلوب، زبان اور ان کی غزل کے ارتقائی حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''جاوید حیدر ترمذی کی شاعری پڑھ کر میں اس احساس سے گزرا ہوں کہ وہ زندگی کا گہرا شعور اور تجربہ رکھتے ہیں اور اسے بڑے سلیقے کے ساتھ شعر کے قالب میں ڈھالتے ہیں۔ انہوں نے شعرا کی بھیڑ میں اپنے منفرد اسلوب کے ذریعے الگ راستہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے سادہ اور شگفتہ زبان میں دل پذیر شاعری کی ہے''۔ (۲)

جاوید حیدر کی شاعری میں موجودہ عہد کا رنگ و آہنگ پایا جاتا ہے ویسے تو ان کی شاعری میں قدیم و جدید ہر دو رنگوں کا امتزاج ہے۔ زندگی کی کیفیتیں، خیال کے زاویے، احساس کی کروٹیں اور رومانیت کے اثرات یہ سب مناظر ان کے کلام میں جا بجا دیکھے جا سکتے ہیں۔ اپنے گاؤں کے پیڑوں سے لے کر گاؤں کی چوپالوں، گاؤں کے ڈیروں بلکہ ان کے ہاں محبت اور رومانویت کا یہ سفر گاؤں سے شروع ہو کر اپنے دیس کی مٹی بلکہ اپنے وطن کے شام، سویروں تک جا پہنچا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

گاؤں کے سب پیڑ گھنیرے اچھے لگتے ہیں
اپنے دیس کے شام سویرے اچھے لگتے ہیں

شام ڈھلے چوپال کی رونق بڑھتی جاتی ہے
ہم کو تو یہ گاؤں کے ڈیرے اچھے لگتے ہیں (۳)

شعرا اور ادبا اپنے سماج کے عموماً حساس افراد گردانے جاتے ہیں وہ عام لوگوں سے زیادہ عمیق نظروں سے کائنات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اچھا ادیب وہ ہوتا ہے جو اس دنیا کی افقی اور عموری جہات کو کمال فنی

تقاضوں کے ساتھ پیش کرے اور اپنے وسیع مطالعے کی بدولت بے شمار موضوعات کو اپنی تخلیق میں سمودے ۔جاوید حیدر ترمذی نے بھی متعدد موضوعات کو اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔ یہ موضوعات کا تنوع، ان کے وسیع مطالعے اور گہرے مشاہدے پر دال ہے۔ڈاکٹر رحمت علی شاؔد ان کے موضوعات اور ان کے کلام میں موجود فنی و فکری پختگی پر رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ویسے تو شاہ صاحب کے کلام پر مجازی عشق کی گہری چھاپ نظر آتی ہے لیکن انہوں نے عشقِ مجازی کے علاوہ عشقِ حقیقی، اہلِ بیت سے محبت، خیال کی عظمت، معاشرتی تفاوت، قدرتی مناظر، معاملہ بندی، نشاطیہ رنگ اور پر امید لہجہ، ہجر و وصال کا بیان، سادہ تراکیب ،سراپا نگاری، داخلیت اور خارجیت کی آمیزش کے ساتھ ساتھ سہلِ ممتنع کا استعمال کرتے ہوئے فکر و فن کو اپنی گرفت میں لانے کی عمدہ کوشش کی ہے''۔(۴)

دیگر متعدد شعرا کی طرح سید جاوید حیدر نے بھی چھوٹی اور بڑی دونوں طرح کی بحور اپنے کلام میں برتی ہیں ان کو کسی صورت عروضی شاعر نہیں کہا جا سکتا۔ان کا آہنگ اس قدر عمدہ ہے کہ بروزن اشعار ان کے شعری مجموعوں کا حصہ ہیں۔طویل بحور کی نسبت مختصر بحور میں یعنی سہل ممتنع کے انداز میں طبع آزمائی کرنا یقیناً زیادہ دشوار ہوتا ہے لیکن جاوید حیدر ترمذی کو چھوٹی بحروں پر بھی مکمل دسترس حاصل ہے۔وہ چھوٹے چھوٹے مصرعوں میں بھرپور اور مکمل مضامین بڑی چابک دستی سے سموتے چلے جاتے ہیں۔ایک جگہ پر وہ مصیبت میں دوسروں کے کام آنے اور اختصار نویسی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عادتِ انتظار پیدا کر
بات میں اختصار پیدا کر

جو مصیبت میں کام آتے ہیں
یا خدا ! ایسے یار پیدا کر(۵)

روایتی مضامین بالخصوص معاملہ بندی جیسا موضوع ان کے کلام میں کثرت سے پایا جاتا ہے لیکن سہلِ ممتنع کے انداز کو بہت خوب صورتی سے نبھاتے دکھائی دیتے ہیں۔لکھتے ہیں:

دور تجھ سے رہا نہیں جاتا
ستم اب سہا نہیں جاتا(۶)

ایک اور جگہ سہلِ ممتنع کا انداز اپنائے ہوئے محبوب کے حسن، دل کی بے قراری اور انتظار کی کیفیت کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

دل بہت بے قرار رہتا ہے
ہر گھڑی انتظار رہتا ہے۔(۷)
دل کشی بے حساب لگتی ہے
تیری رنگت گلاب لگتی ہے(۸)

اردو شعری روایت کا اگر جائزہ لیں تو آغاز سے لے کر موجودہ عہد تک تقریباً تمام چھوٹے بڑے شعرا نے تعلّی کا استعمال کیا ہے۔ تعلّی کا استعمال کہیں خامی تو کہیں خوبی سمجھا جاتا ہے۔ اگر کسی بھی شاعر کا کلام فنی وفکری حوالے سے واقعی پختہ ہو اور تعلّی میں حد درجہ مبالغہ نہ ہو تو اس کے ہاں شاعرانہ تعلّی ایک خوبی بن کر سامنے آئے گی وگرنہ اسے خامی گردانا جائے گا۔ شاعرانہ تعلّی کا استعمال سید جاوید حیدر ترمذی کے کلام میں بھی ملتا ہے۔ ایک جگہ تعلّی کا استعمال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ اللہ کی عطا ہے کہ اس نے مجھے تخلیق جیسے فن سے روشناس کروایا:

سلیقہ مجھ کو لکھنے کا سکھایا
میرے مالک یہ تیری ہی عطا ہے(۹)

تعلّی کا ایک اور انداز ملاحظہ فرمائیں جس میں وہ بتا رہے ہیں کہ آج تم خوب محفل پہ چھا گئے ہو؛ اس لیے وہاں بیٹھا ہر شخص تمھیں داد دینے پر مجبور ہے۔ لکھتے ہیں:

ہر کوئی داد دے رہا ہے تمھیں
خوب محفل پہ آج چھائے ہو(۱۰)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

جھک کے ملتے ہیں جہاں ملتے ہیں
ہم سے انسان کہاں ملتے ہیں۔ (۱۱)
یہ مرا طرزِ سخن ہے جس کا
جس کو دیکھو وہی دیوانہ ہے۔(۱۲)

جناب شریف ساجد اپنے ایک مضمون میں سید جاوید حیدر ترمذی کے سادہ اسلوب پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پروفیسر سید جاوید حیدر کی شاعری پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ سیدھے سادے الفاظ میں وارداتِ قلبی کا بیان ہے جسے میں حدیثِ دل سے تعبیر کرنا چاہوں گا۔ کہیں بچپن کی حسین یادیں تو کہیں جوانی کی محبت کے زخم ہیں جن سے اب تک ٹیسیں اٹھ رہی ہیں۔ یہ محبت کی اولین رنگینیوں کا حاصل ہیں۔ سید جاوید حیدر اس میں کامیاب ہیں اور یہی اسلوب پسندیدہ ہے''۔(۱۳)

داخلیت کی خوبی دبستانِ دلی سے تعلق رکھنے والے شعرا کا عموماً خاصا رہی ہے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ شعرائے دلی کے علاوہ کسی اور کے ہاں یہ خوبی نہیں پائی جاتی بلکہ انسانی جذبات، احساسات، پیار، محبت اور عشق تو ایسے عام موضوعات ہیں جن پر اکثر و بیشتر شعرا نے قلم اٹھایا ہے۔ ایسے ہی روایتی موضوعات کی جھلکیاں جاوید حیدر ترمذی کے کلام میں بھی جا بجا بکھری نظر آتی ہیں مثلاً ایک جگہ وہ لکھتے ہیں کہ محبوب کوئی پرایا تھوڑی ہے وہ تو دل کی دھڑکنوں میں سما چکا ہے:

دل کی دھڑکن میں تم سمائے ہو
کون کہتا ہے تم پرائے ہو (۱۴)

درج ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیے جن میں سہل ممتنع کا عنصر بھی موجود ہے، جذبات کی فراوانی بھی عیاں ہے، صنعتِ تضاد کا استعمال بھی عمدہ ہے اور داخلیت کا پہلو بھی موجود ہے۔ لکھتے ہیں:

بات ایسی سنا گیا کوئی
شب کی نیندیں اڑا گیا کوئی
دے کے اپنی خوشی زمانے کو
غم کی دنیا بسا گیا کوئی(۱۵)

شعرا عموماً سماج کے حساس لوگ ہوا کرتے ہیں۔ وہ چھوٹی چھوٹی ناہمواریوں کو عام لوگوں سے زیادہ محسوس کرتے ہیں پھر معاشرے کے ترجمان کی حیثیت سے کائنات کے اندر جو کچھ ان کے مشاہدات کا

حصہ بنتا ہے اسی کو موزوں الفاظ اور بہترین آہنگ عطا کر کے واپس معاشرے ہی کو لوٹا دیتے ہیں۔ سید جاوید حیدر بھی دیگر شعرا کی طرح لوگوں کے عجیب وغریب رویوں سے تنگ آ کر غریبوں پہ ہوتا ظلم دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتے۔ لکھتے ہیں:

جنبش ہوئی زمین کو، نہ یہ آسماں پھٹا
عزت غریبِ شہر کی نیلام ہوگئی (۱۶)

ایک اور جگہ اسی مضمون کو پورے شدومد سے بیان کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ اب تو جیون کا سفر اس قدر دشوار لگتا ہے کہ انسان کو انسان سے ڈر لگنے لگ گیا ہے:

کتنا دشوار یہ جیون کا سفر لگتا ہے
اب تو انسان کو انسان سے ڈر لگتا ہے (۱۷)

ایک جگہ وہ رشوت ستانی جیسے ناسور جو معاشرے کو گھن کی طرح کھائے جا رہا ہے؛ پر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جہاں رشوت کا چلن عام ہو جائے تو بڑے سے بڑا ادارہ بھی اندر سے کھوکھلا ہو جاتا ہے اور ٹوٹ جاتا ہے:

جہاں رشوت ستانی کا چلن عام ہو جائے
تو پھر اعلیٰ سے اعلیٰ بھی ادارے ٹوٹ جاتے ہیں (۱۸)

عداوتوں کا شجر بار ور نہیں ہوتا
جو راہزن ہو کبھی راہبر نہیں ہوتا (۱۹)

تکریم انسانیت اور عظمتِ انسان یہ دو ایسے بنیادی منطقے ہیں جن پر اسلام بہت زور دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت غفور الرحیم ہے۔ حقوق اللہ میں کچھ کمیاں رہ گئیں تو وہ ذاتِ اقدس معاف فرما سکتی ہے لیکن حقوق العباد ایسے حقوق ہیں جن میں کوئی کمی، بیشی ہوگئی تو ان متعلقہ لوگوں کے معاف کرنے پر ہی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا۔ اسی لیے ہمارے مذہب میں بھی انسانی عظمت اور اس کی عزت وتکریم پر بہت زور دیا گیا ہے۔ تکریم انسانیت کے حوالے سے قریباً سبھی شعرا و ادبا نے سے تواتر سے لکھا ہے۔ سید جاوید حیدر بھی انسان کی تذلیل کے خلاف آواز بلند کرتے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

یوں سرِ عام نہ انسان کی تذلیل کرو

عیب جو بھی ہیں کسی میں وہ چھپائے رکھنا (۲۰)

ایک جگہ پر وہ احترامِ آدمیت کے حوالے سے لکھتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ موجودہ عہد کے حکمران اور قائدین کس طرح ہونے چاہییں:

احترامِ آدمیت جس میں ہو

صرف ایسی قیادت چاہیے (۲۱)

ازل سے خلق کی خدمت پہ جو مامور ہیں صاحب

حقوقِ آدمیت کے وہی نگران ہوتے ہیں (۲۲)

ایک اور جگہ پر تو وہ خدمتِ خلق کو ایک عبادت کا درجہ دیتے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

اس سے بڑھ کر کہاں سعادت ہے

خدمتِ خلق اک عبادت ہے (۲۳)

خدمتِ خلق اور تکریم انسانیت کے علاوہ سید جاوید حیدر ماں کی عظمت اور شان کے حوالے سے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ماں جو محبت کا استعارہ ہے۔ جس کے قدموں کے نیچے جنت ہے وہ اپنی اولاد کے لیے اپنا سب کچھ حتیٰ کہ اپنا سکون تک قربان کر دیتی ہے۔ شاہ صاحب ماں کے مقام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

کیا ہے مقام ماں کا سمجھ سے ہے ماورئ

قیمت نہ دے سکے گا کوئی ایک رات کی (۲۴)

ماں کی چاہے جتنی بھی خدمت کر لیں انسان کبھی بھی اپنی ماں کا حق ادا نہیں کر سکتا اسی وجہ حوالے سے وہ ایک اور جگہ بتاتے ہیں:

ماں کی خدمت کوئی ہزار کرے

حق تو پھر بھی ادا نہیں ہوتا (۲۵)

اگر فنی حوالے سے سید جاوید حیدر کے کلام کا جائزہ لیا جائے تو دیگر بڑے شعرا کی طرح صنعتوں کا

استعمال، ضرب الامثال اور محاورات کا استعمال ان کے کلام کا حصہ ہیں۔ فنی حوالوں سے شعرا اپنے کلام کو نکھارنے اور مزید خوب صورت بنانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں بالکل اسی طرح موصوف کے کلام میں بھی فنی حوالے بکثرت ملتے ہیں مثلاً ایک جگہ شاہ صاحب ''دور کے ڈھول سہانے'' جیسی ضرب المثل کو کس طرح عمدگی سے اپنے کلام کا حصہ بناتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ان سے مل کر مجھ کو یہ احساس ہوا
دور سے کتنے ڈھول سہانے لگتے ہیں۔ ۲۶

ایک اور جگہ پر وہ ''ستارے توڑنا'' جیسا محاورہ کس خوبی سے اپنے کلام میں سموتے ہیں۔ مثال ملاحظہ کیجیے:

اپنے آنگن میں روشنی کے لیے
ہم ستاروں کو توڑ لائیں گے۔ ۲۷

دنیا کی بے ثباتی اور ناپائداری ایسے موضوعات ہیں جن پر اکثر و بیشتر شعرا و ادبا نے قلم اٹھایا ہے۔ سید جاوید حیدر کے کلام میں ایک ایسی مثال ملاحظہ فرمائیے جس میں ایک طرف تعلّی کی جھلک نظر آتی ہے تو دوسری طرف فنا اور بے ثباتی کی بات کی گئی ہے:

آج جی بھر کے دیکھ لو ہم کو
چند لمحوں کی یہ رفاقت ہے (۲۸)

آگے چل کر فنا کا مفہوم لیے ہوئے رفتگاں کی یاد کو وہ حرزِ جاں بنائے ہوئے نظر آتے ہیں کہ شعر و ادب سے کٹنے والے جو محفلوں کی جان ہوا کرتے تھے ان سے بھی کوئی رابطہ نہیں رہا اور نہ ہی ان کا کوئی نعم البدل ہے۔ لکھتے ہیں:

جو محفلوں کی جان تھے ان کا بدل کہاں
شعر و سخن کے چاند ستاروں سے کٹ گئے (۲۹)

سید جاوید حیدر نے غزلیات کے ساتھ ساتھ متعدد نظمیں بھی تخلیق کی ہیں۔ مختلف موضوعات پر لکھی گئی نظموں کے اندر بھی غزلیات کی طرح فکر کی گہرائی اور فنی پختگی کا عمل بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ حمد، نعوت اور قطعات

کے علاوہ ان کی معروف نظموں میں شہر فرید، خادمِ انسانیت عبدالستار ایدھی، دھرتی، میرے وطن، یادیں، بچپن، موسم ،زندگی، پیاری پوتی غنیہا، حالاتِ پریشاں، امجد صابری کے نام اور سلام اہل بیت جیسی نظمیں شامل ہیں۔ اہل بیت کے ساتھ بے پناہ عقیدت بھی ان کے کلام کا خاصہ ہے۔ باطل کے آگے ڈٹ جانا ان کے کلام کا بنیادی فلسفہ ہے۔ وہ باطل کے سامنے سر جھکانے کی بجائے سر کٹانے کو ترجیح دیتے نظر آتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

سر جھکایا نہیں کٹایا ہے
رسمِ شبیر پھر ادا کی ہے(۳۰)

سید جاوید حیدر ترمذی کے ہاں اخلاص ایک بنیادی وصف کے طور پر ابھرتا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو بھی کام محبت اور خلوص سے کیا جائے وہ اپنے اندر ایک خاص تاثیر رکھتا ہے کیوں کہ یہی خلوص جذبوں اور حوصلوں کو توانائی بخشتا ہے جس سے کھرے جذبے اور سچی تڑپ انسان کو منزل سے ضرور ہم کنار کرتے ہیں اور اس طرح انسان اپنی باطنی سچائیوں کو باحسن طریقے سے اپنی تخلیق میں ڈھال سکتا ہے۔

جاوید حیدر کے خلوص اور عقیدت سے لبریز تحریروں کے متعلق جناب افتخار عارف رقم طراز ہیں:

''جاوید حیدر ترمذی کے کلام میں ان کی روحانی واردات و تجربات پر مبنی تحریریں شامل ہیں۔ حمد، نعت، منقبت اور سلام ان کے عقیدہ و عقیدت سے وابستہ احوال پر مشتمل ہیں۔ خلوص ،نیاز میں ڈوبے ہوئے یہ اشعار پڑھنے والے کو دور تک اپنی طرف متوجہ رکھتے ہیں۔ انسان اپنے وجود کی ساری سچائیوں کو تخلیق کے سپرد کر سکے تو یہ بڑی سعادت کی بات ہے''۔ ۳۱

سید جاوید حیدر مضافات کے شاعر ہونے کی بدولت زیادہ شہرت حاصل نہیں کر سکے حالاں کہ ان کے کلام میں موجود فنی و فکری پختگی اس بات کی غماز ہیں کہ وہ امکانات کے شاعر ہیں۔ ان کے کلام میں موجود امکانات اور مختلف رنگوں کے متعلق واصف سجاد کی رائے ملاحظہ فرمائیں:

''غزل کی روایتی فارم میں رہتے ہوئے انھوں نے امکانات کے بہت سے افق تلاش کیے ہیں ۔اپنی زمین اور اس کے مختلف رنگوں کی بہاریں ان کی غزل کے منظر نامے ہیں جن کے پس منظر میں فکر و دانش کے وہ چراغ روشن ہیں جو ان کی غزل کو دائمی تاب نا کی عطا کر رہے ہیں''۔(۳۲)

سید جاوید حیدر کا کلام اعلیٰ ادبی معیار کے سانچے پر پورا اترتا دکھائی دیتا ہے کیوں کہ یہ قارئین کے

دلوں پر براہ راست اثر انداز ہوتا ہے۔ وہ جذبات کو زبان دینے کا ہنر جانتے ہیں اگر انہوں نے کلام تخلیق کرنے میں معیار کا یہی تسلسل قائم رکھا تو مستقبل قریب میں ادبی حلقوں میں ان کے منفرد اور نمایاں مقام حاصل کرنے کے روشن امکانات موجود ہیں:

مقامِ عظمتِ انسان کو لازوال کرو
جہاں میں جو بھی کرو باکمال کرو

مقام تم کو دیا ہے سماج نے جاویدؔ
سماج کی یہی قدریں نہ پائمال کرو (۳۳)

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''اجنبی ہے زندگی'' انور سنز پبلشرز ساہیوال، جنوری ۲۰۱۶ء ص:۱۲۸

۲۔ حسن عباسی۔ مضمون ''جاوید حیدر کی شاعری'' مشمولہ ''راہِ سخن'' انور سنز پبلشرز ساہیوال، ستمبر ۲۰۱۷ء ص:۱۴

۳۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''راہِ سخن'' انور سنز پبلشرز ساہیوال، ستمبر ۲۰۱۷ء ص:۴۳

۴۔ رحمت علی شاؔد، ڈاکٹر۔ (فلیپ) ''اجنبی ہے زندگی'' انور سنز پبلشرز ساہیوال، جنوری ۲۰۱۶

۵۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''اجنبی زندگی'' ایضاً، ص:۱۲۷۔۱۲۶

۶۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''راہِ سخن'' ایضاً، ص:۱۰۷

۷۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''اجنبی زندگی'' ایضاً، ص:۷۴

۸۔ ایضاً، ص:۳۳

۹۔ ایضاً، ص: ۱۴۶

۱۰۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''راہِ سخن'' ایضاً، ص:۱۱۶

۱۱۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''اجنبی زندگی'' ایضاً، ص:۶۴

۱۲۔ ایضاً، ص:۷۱

۱۳۔ شریف ساجد۔ مضمون ''حدیثِ دل'' مشمولہ ''راہِ سخن'' از سید جاوید حیدر، ص:۱۶

۱۴۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''راہِ سخن'' ایضاً، ص:۱۱۶

۱۵۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''اجنبی زندگی'' ایضاً، ص:۱۳۹

۱۶۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''راہِ سخن'' ایضاً، ص:۴۷

۱۷۔ ایضاً، ص:۵۴

۱۸۔ ایضاً، ص:۱۰۸

۱۹۔ ایضاً، ص:۴۴

۲۰۔ ایضاً، ص:۵۷

۲۱۔ ایضاً، ص:۱۲۵

۲۲۔ ایضاً، ص:۱۵۱

۲۳۔ ایضاً، ص:۸۷

۲۴۔ ایضاً، ص:۷۹

۲۵۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''راہِ سخن'' ایضاً، ص:۸۴

۲۶۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''اجنبی زندگی'' ایضاً، ص:۸۸

۲۷۔ ایضاً، ص:۱۲۲

۲۸۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''راہِ سخن'' ایضاً، ص:۸۷

۲۹۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''اجنبی زندگی'' ایضاً، ص:۸۵

۳۰۔ ایضاً، ص:۱۲۵

۳۱۔ افتخار عارف۔ (فلیپ) ''راہِ سخن'' انور سنز پبلشرز ساہیوال، ستمبر۲۰۱۷ء

۳۲۔ واصف سجاد۔ (فلیپ) ''راہِ سخن '' انور سنز پبلشرز ساہیوال، ستمبر۲۰۱۷ء

۳۳۔ جاوید حیدر ترمذی۔ ''راہِ سخن'' ایضاً، ص:۱۳۵